حکومت سازی کے اہم نکات اور ان کے اصلاح طلب پہلو

خواجہ محمد عمیر

ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، جامعہ کراچی

پورے ملک میں ایک ہی مقننہ اور ایک ہی انتظامیہ ہو۔ انتظامی سہولت کے پیشِ نظر ملک کو مختلف صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اعلیٰ آئینی اختیارات مرکزی حکومت کو ہی تفویض کیے جاتے ہیں۔ پھر یہ مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اختیارات مرکزی حکومت سے صوبوں کو اور صوبوں سے مقامی حکومت کو تفویض کرے تا کہ مسائل کا حل ہر سطح میں ممکن بنایا جاسکے۔ لیکن مرکزی حکومت کو یہ اختیار بہر صورت حاصل ہوتا ہے کہ وہ ضرورت کے پیش نظر صوبوں اور ضلعوں کی حدود میں ردو بدل کر سکتی ہے۔ اور تفویض کردہ اختیارات میں تبدیلی کر سکتی ہے۔

اسی طرح قانون سازی کا اختیار صرف مرکزی حکومت کے پاس ہی ہو، تا کہ پورے ملک کیلئے یکساں قانون اور نظم ونسق ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس کا آئین بھی لچک دار ہوتا ہے جسے وقت اور حالات کے مطابق ترمیمات کی جاسکتی ہیں۔

ملکی پالیسی ترتیب دیتے وقت اختیارات صرف مرکزی حکومت کے پاس ہوں کوئی دوسری حکومت یا جماعت مداخلت ہرگز نہ کریں جس کے باعث ملک کا نظام مضبوط بنیادوں پر استوار ہو پائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ریاست کے کسی بھی صوبے یا علاقے کے بارے میں یہ ہرگز خیال نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مرکزی حکومت کی نظر سے اوجھل ہے یا اُس پر کم توجہ دی جارہی ہے، اس طرح ریاست کی سالمیت برقرار رہتی ہے۔

کسی بھی ریاست میں ترقی کے منازل کو طے کرنے کیلئے اور مسائل کے فوری حل کے لئے صوبوں اور ضلعوں کی تعداد زیادہ بڑھائی جائے۔ تا کہ انتظامی اُمور کو سہل طریقے سے سرانجام دیا جاسکے۔ کیونکہ صوبہ جتنا بڑا ہوگا وہاں انتظامی مسائل بھی ہونگے اور اختیارات بھی چند ہاتھوں میں سمٹ کر رہ جاتے ہیں جسکے باعث لوگوں کو اُن کے حقوق سے محروم کر کے اپنی تجوریاں بھری جاتی ہیں۔

اسی طرح نہ تو کسی صوبے کے لئے کسی سیاسی وزیر اعلیٰ کی اور نہ اُس کی کابینہ کے وزراء کی ضرورت ہوتی ہے، کیونکہ صوبے، شہر اور ضلعوں کا نظام مرکزی حکومت کی جانب سے کسی گورنر، کمشنر، اور ناظمین کے ذریعے کیا جائے۔ لہٰذا فنڈز وزیر اعلیٰ یا اُس کی کابینہ کے بجائے لوگوں پر خرچ کیے جائیں۔

اسی طرح ترقیاتی فنڈ کسی بھی مرکزی حکومت کے رکن Member of National Assembly کو ہرگز کسی مد میں نہ دیے جائیں۔ یہ تمام فنڈز مقامی حکومتوں کو دیے جائیں تاکہ علاقے کی ہر سطح تک لوگوں کی ہر مشکلات کو حل کیا جاسکے اور ان فنڈز کا استعمال صحیح معنوں میں صحیح جگہ کیا جاسکے۔

اس نظام میں حکومت کے تینوں شعبے مقننہ، عاملہ یعنی انتظامیہ اور عدلیہ کا آپس میں کسی صورت میں کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ بعض ممالک میں مقننہ کے ذمہ انتخابی فرائض بھی ہیں جن میں وہ صدر اور وزیراعظم کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن یہ جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔

اکثریت کی جماعت کا یہ حق ہے کہ وہ کابینہ بنائے اور حکومت کرے لیکن وزیراعظم کا انتخاب مقننہ کے ذمہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ وزیراعظم قائد ایوان Leader of the House کے بجائے قائد عوام Leader of the Nation ہونا چاہیے۔ اور وہ منتخب شدہ کابینہ اس قائد عوام وزیراعظم Leader of the Nation کی نگرانی میں کام کریگا۔ یعنی وزیراعظم کا انتخاب براہ راست پورے ملک سے عوام ہی کریں۔ یہی طرزِ عمل صدر مملکت کے معاملے میں ہوگا کہ وہ بھی Leader of the Nation ہونا چاہیے۔ اسکے برعکس جب ان کا انتخاب مقنّنہ میں ہوتا ہے تو چونکہ مقننہ سیاسی ساز باز کا اکھاڑا ہوتا ہے نتیجتاً صدر مملکت کا تقرر بھی اسی منتخب شدہ کابینہ کے مفاد اور اثر ورسوخ کے تحت ہی ہوتا ہے۔ جس میں صدر اور وزیراعظم سب ایک ہی جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں جو جمہوری اصولوں کے بالکل منافی ہے۔ لہٰذا صدر کا انتخاب براہ راست پورے ملک سے عوام ہی کو کرنا چاہیے تاکہ صدر کسی بھی معاملے میں وزیراعظم اور اُس کی کابینہ کا مواخذہ کرسکے۔ اسی طرح صدر سربراہِ مملکت ہوتا ہے۔

پارلیمانی طرز حکومت میں سربراہِ مملکت کو آئینی حیثیت تو حاصل ہوتی ہے پر عملی نہیں جو کہ اس کے منصب کے بالکل خلاف ہے لہٰذا سربراہِ مملکت کو عملی حیثیت مکمل طور پر دی جائے کہ وہ مکمل آزادانہ طور پر مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے اُمور کی نگرانی کرسکے۔ اسی طرح ہنگامی صورت حال میں یا جنگ کے دوران صدر کو یہ اختیار حاصل ہونا چاہیے کہ وہ مقننہ سے منظوری کے بغیر وزیراعظم کو اعتماد میں لے کر کوئی فوری قدم اُٹھا سکتا ہے۔

اسی طرح پارلیمنٹ کے اسپیکر کا انتخاب بھی صرف مقننہ کے ارکان ہی کرسکتے ہیں نہ کہ صدر مملکت اور وزیراعظم اور اسکی کابینہ کو یہ حق ہو کہ وہ ان کے انتخاب میں حصہ لیں۔ کیونکہ اسپیکر کو غیر جانبدار ہونا لازمی ہے۔

مقنّنہ کی حیثیت اور اس کے اصلاح طلب پہلو

جمہوری نظام حکومت میں مقننہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ریاست کی قانون سازی سے لے کر اس کے انتظام کو پوری ذمہ داری کے ساتھ چلانا اس کے ذمہ ہے چونکہ مقننہ میں عوام کے منتخب کردہ نمائندے

ہوتے ہیں اس لیئے مقننہ قانون سازی کرتے وقت عوام کی ضروریات ان کے جذبات وارادے اوران کے حقوق کا خیال کرتے ہیں تا کہ قانون کو عوام کے لئے قابل نفاذ بنایا جاسکے۔اس لیئے بعض مفکرین کہ نزدیک مقننہ اپنی اہمیت کے لحاظ سے عاملہ اور عدلیہ پر فائق ہے کیونکہ قانون کا نفاذ بذریعہ عاملہ اور قانون کی تشریح بذریعہ عدلیہ قانون سازی بذریعہ مقننہ ہی پر منحصر ہے۔

قانون سازی ایک نہایت اہم اور ماہرانہ کام ہے جس کے لیے وسیع تجربہ صلاحیت اور قابلیت درکار ہے لہٰذا اسمبلی میں جو نمائندے عوام سے منتخب ہو کر آتے ہیں ضروری نہیں ہے کہ وہ اِن صلاحیتوں اور قابلیتوں سے بہرہ ور ہوں اور نہ یہ ممکن ہے کہ ملک کی قانون سازی نا اہل نمائندوں کے سپرد کر دی جائے لہذا یہ مقننہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسمبلی کے نمائندوں میں سے ایسے باصلاحیت قابل اور وسیع تجربہ رکھنے والے نمائندوں کا انتخاب کریں جو کسی Bill پر تمام نمائندوں کی جانب سے مختلف مدارج میں غور وخوض کیئے جانے کے بعد یہ باصلاحیت افراد قانون سازی کے مرحلے کو مختلف پہلوؤں سے جانچ پرکھ کرنے کے بعد Finalize کریں۔

مقنّنہ کے فرائض

☆ مقننہ کا اہم ترین فریضہ قانون سازی کرنا ہے مقننہ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ موجودہ قوانین میں ترمیم بھی کرسکتی ہے اور منسوخ بھی۔رائے عامہ عوام کی غالب اکثریت کی وہ رائے ہے جو حکومت کو کسی مسئلے پر یا کسی پالیسی کو نافذ کرنے پر مجبور کرتی ہے گویا علم سیاسیات اور علم ریاست میں رائے عامہ عوام کی اس مجموعی رائے کو کہتے ہیں جو وہ قومی معاملات کے بارے میں رکھتے ہیں۔نظام جمہوریت میں رائے عامہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جمہوریت کی بنیاد ہی رائے عامہ پر ہوتی ہے جس میں سیاسی طاقت عوام کو حاصل ہوتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ مقننہ کی مثبت پالیسیوں اور قانون سازی کو عوام کی رائے عامہ کے ذریعے تائید اور حمایت حاصل ہو۔اس دور پرفتن میں جب مقننہ پر لوگوں کا اعتماد کم سے کم ہوتا جارہا ہے کہ انتخابات سے پہلے نمائندگان ووٹروں سے بڑے بڑے وعدے کرتے ہیں لیکن انتخابات کے بعد معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوتا ہے وہ عوام کے قیمتی ووٹوں کو بالکل فراموش کردیتے ہیں اور ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جو عوام کی رائے عامہ کے بالکل خلاف ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ بعض مفکرین نے Initiative اور Referendum جیسے طریقے پیش کیئے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ مقننہ کی جانب سے قانون سازی کرنے یا کسی آئین میں ترمیم کرنے یا منسوخ کرنے کے عمل میں رائے عامہ کو زیادہ سے زیادہ صحت مند بنیادوں پر منظم کیا جائے اور اُن کی رائے کے بغیر کوئی قانون منظور ہرگز نہ کیا جائے۔اوراس کے لئے درج ذیل

شرائط کا ہونا لازمی ہیں۔

۱۔ عوام کا تعلیمی یافتہ ہونا لازمی ہے۔ کیونکہ تعلیم ہی انسان کو دورِ حاضر کے نت نئے مسائل کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتی ہے اور قومی معاملات جیسے اہم امور میں تعلیم کی کمی انسان کو متعصب، تنگ نظر، جذباتی اور جدید مسائل سے ناواقف بنا دیتی ہے۔ لہذا مقننہ کی جانب سے قانون سازی کرنے یا کسی آئین میں ترمیم کرنے یا منسوخ کرنے کے عمل میں عوامی رائے شماری میں ان افراد کو حق حاصل ہو جنہوں نے اپنی زندگی میں کم از کم بارہ جماعتیں کسی تعلیمی ادارے سے حاصل کی ہوئی ہو۔

۲۔ صحیح رائے کی فضا قائم کرنے کے لئے عوام کو ہر قسم کی خبر اور تبصرے پر کھلے دماغ کے ساتھ غور و فکر کرنے کا موقع فراہم کیا جائے اور یہ آزادی تقاریر، ٹی وی، ریڈیو، تعلیمی ادارے، مذہبی ادارے اور اخباری جریدوں میں بحث و مباحثے کے ذریعے فراہم کی جائے۔

۳۔ ریاست کے اہل علم دانشور، قائدین عوام اور سماجی و مذہبی اداروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو رنگ و نسل کی منافرت، ذات پات کی تقسیم، صوبائی و علاقائی تعصبیت اور طبقاتی کشمکش سے باہر نکالیں کیونکہ اگر عوم ان حالات سے دوچار رہی تو رائے عامہ بھی طبقاتی اور ذات پات کی تقسیم پر مبنی ہوگی جو سراسر جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔

۴۔ ریاست میں قانون کی حکمرانی ہو۔ عدلیہ آزادانہ فیصلے کرنے کا حق رکھتی ہوتا کہ لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ ہو اور لوگ اپنی رائے کا اظہار آزادانہ طریقے سے کر سکیں۔

۵۔ ریاست کے ذمہ دار اداروں پر یہ لازم ہے کہ وہ ایک معقول معیارِ زندگی ریاست کے افراد کو بہم پہنچائے، کیونکہ اگر افراد کے درمیان اقتصادی کشمکش قائم ہوگی یعنی ایک امیر اور ایک غریب طبقے کا وجود ہوگا تو رائے عامہ کے وجود کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ رائے عامہ کے تمام ذرائع پر امیر طبقہ قابض ہوتا ہے اور غریب صرف تن ڈھانپنے اور پیٹ بھرنے پر مصروفِ عمل رہتا ہے۔ اسی لیئے کہا جاتا ہے کہ فاقہ زدہ قوم میں کوئی رائے عامہ نہیں ہوتی۔

☆ جمہوری نظام حکومت میں مقننہ کا ایک اہم فریضہ ملک کے مالیاتی امور پر کنٹرول رکھنا ہے جس کے لیئے حکومت Fiscal year کے شروع ہونے سے پہلے مقنّنہ کے سامنے حکومت کی آمدنی اور اخراجات کا سالانہ تخمینہ پیش کیا جاتا ہے پھر مقننہ کے تمام ممبران اس پر نہایت غور خوض کرنے کے بعد بجٹ کو Finalize کیا جاتا ہے اس کے علاوہ نئے ٹیکس لگانے اور سابقہ ٹیکس میں ردو بدل کرنے کا بھی اختیار مقنّنہ کے پاس

ہوتا ہے۔ اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہر مہینے اپنی آمدنی اور اخراجات سے متعلق Monthly Report مقننہ کے تمام ممبران کے سامنے پیش کریں اور ہر مہینے اس منظور شدہ بجٹ کو Renew کرنے کی گنجائش باقی ہو اور اس Renewal کی بنیاد ملکی حالات اور عوامی امنگوں پر ہو۔ مالیاتی امور کے حوالے سے مقننہ اس بات کی پابند ہونی چاہیئے کہ یہ MonthlyReport with Audited ہونی چاہیئے۔

☆ جمہوری نظام حکومت میں مقننہ انتظامی محکموں کی کارکردگی کا جائزہ لینے اور عاملہ کی نگرانی کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ اس حوالے سے مقننہ عاملہ کی کارکردگی کا جائزہ لینے کی غرض سے خصوصی کمیٹیاں تشکیل دے سکتی ہے جو اُن کے ریکارڈ کا معائنہ کرنے اور ہر قسم کی تحقیقات کا ذمہ دار ہوتا ہے جس میں اہم ملکی مسائل بھی شامل ہیں۔ وزیر اعظم اور اُسکی کابینہ اپنی پالیسیوں کے حوالے سے مقننہ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے۔

☆ جب اسمبلی کے ارکان عاملہ کے رکن بنائے جائیں تو وہ اسمبلی سے مستعفی ہو جانا چاہیے اور مقننہ اپنے ایوان کے اجلاس میں اس منتخب کی جانے والی عاملہ کی ایک خاص میعاد مقرر کرے اور اس میعاد سے قبل اُن کو برطرف نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے تمام منصوبوں کو احسن طریقوں سے پورا کر سکیں نہ کہ سیاسی ردوبدل کی بھینٹ چڑھیں۔ میعاد اتنی طویل بھی نہ کہ عوام اور عاملہ کا تعلق ہی ٹوٹ جائے اور ان سے بازپرس بھی نہ کی جا سکے اور نہ اتنی مختصر ہو کہ وہ تمام پالیسیوں کو قابل نفاذ بھی نہ بنا سکیں۔

☆ اگر عاملہ کا کوئی ممبر کسی کرپشن میں ملوث یا آئین اور قانون کے خلاف پایا گیا تو مقننہ اور عدلیہ اُس کو برطرف کرنے کا حق رکھتے ہوں اور وہ اپنے تمام امور میں مقننہ اور عدلیہ کو جوابدہ ہوگا، اپنی Monthly Report مقننہ کو Submit کروائے گا، اور حالات کے پیش نظر عاملہ کہ ارکان کو اسمبلی کے اجلاس Attend کرنے کا بھی شعور دیا جائے تاکہ قانون سازی کرتے وقت کوئی اُمور پس پردہ نہ رہ جائے لیکن قانون سازی میں عاملہ کا کوئی ممبر کسی صورت میں شریک نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی عاملہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو کنٹرول کرے اور نہ ہی اکثریت کی بناء پر اپنی پسند کے قوانین منظور کروائے۔

☆ جمہوری نظام حکومت میں مقننہ کا ایک اہم فریضہ ملک کے ججوں کا تقرر کرنا ہے جو وفاقی اسمبلی کے اجلاس میں منتخب ہوگا۔ اور ججوں کے تقرر کے حوالے سے عاملہ کا کوئی رکن بحیثیت ووٹر شامل

نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر عاملہ کا کوئی ممبر کسی کرپشن میں ملوث یا آئین اور قانون کے خلاف پایا گیا تو مقننہ اور عدلیہ اُس کو برطرف کرنے کا حق رکھتے ہوں اور وہ اپنے تمام امور میں مقننہ اور عدلیہ کو جوابدہ ہوگا لیکن اگر ججوں کا تقرر ہی عاملہ کے انتخاب سے ہوا تو اس بات کے قوی امکانات پیدا ہو جاتے ہیں کہ عاملہ ایسے ججوں کا تقرر کرے جو عاملہ کے مفادات کا تحفظ کریں۔ لہذا صدر مملکت اور وزیر اعظم کو اس بات کا اختیار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ان ججوں کا تقرر کریں۔

☆ قومی اسمبلی کے اراکین کی ایک خاص تعداد اگر وزیر اعظم کے خلاف عدم اعتماد کی قرارداد اسپیکر کے پاس submit کروادیں تو اسپیکر کی ذمہ داری کہ وہ ایک ہفتہ کے اندر اس case پر رائے شماری کروائے اور اگر اکثریت نے قرارداد کے حق میں ووٹ دیا تو پھر وزیر اعظم بمعہ اپنی کابینہ کے عہدے سے برطرف ہو جاتا ہے۔ اور اپنے یہی اختیارات مقننہ صدر کے خلاف بھی استعمال کر سکتی ہے۔

☆ بعض ممالک میں مقننہ کے ذمہ انتخابی فرائض بھی ہیں جن میں وہ صدر اور وزیر اعظم کا انتخاب کرتے ہیں۔ لیکن یہ جمہوری اصولوں کے منافی ہے۔ اکثریت کی جماعت کا یہ حق ہے کہ وہ کابینہ بنائے اور حکومت کرے لیکن وزیر اعظم کا انتخاب مقننہ کے ذمہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ وزیر اعظم قائد ایوان Leader of the House کے بجائے قائد عوام Leader of the Nation ہونا چاہیے۔ اور وہ منتخب شدہ کابینہ اس قائد عوام وزیر اعظم Leader of the Nation کی نگرانی میں کام کریگا۔ یعنی وزیر اعظم کا انتخاب براہ راست پورے ملک سے عوام ہی کریں۔ یہی طرز عمل صدر مملکت کے معاملے میں ہوگا کہ وہ بھی Leader of the Nation ہونا چاہیے۔ اسکے برعکس جب ان کا انتخاب مقننہ میں ہوتا ہے تو چونکہ مقننہ سیاسی ساز باز کا اکھاڑا ہوتا ہے نتیجتاً صدر مملکت کا تقرر بھی اسی منتخب شدہ کابینہ کے مفاد اور اثر و رسوخ کے تحت ہی ہوتا ہے۔ جس میں صدر اور وزیر اعظم سب ایک ہی جماعت سے وابستہ ہوتے ہیں جو جمہوری اصولوں کے بالکل منافی ہے۔ لہذا صدر کا انتخاب براہ راست پورے ملک سے عوام ہی کو کرنا چاہیے تا کہ صدر کسی بھی معاملے میں وزیر اعظم اور اُس کی کابینہ کا مواخذہ کر سکے۔

☆ اسی طرح پارلیمنٹ کے اسپیکر کا انتخاب بھی صرف مقننہ کے ارکان ہی کر سکتے ہیں نہ کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم اور اسکی کابینہ کو یہ حق ہو کہ وہ ان کے انتخاب میں حصہ لیں۔ کیونکہ اسپیکر کو غیر

جانبدار ہونا لازمی ہے۔

☆ جمہوری نظام حکومت میں مقننہ کا ایک اہم فریضہ کہ عوام کی شکایت کا فوری ازالہ کریں ایک ایسا Complain Cell کا قیام عمل میں لایا جائے جو مقننہ کی زیرنگرانی ہو اور لوگ براہِ راست اپنی شکایات اس سیل میں درج کرا سکیں اور ان شکایات کی weekly Report یا Monthly Report ہر شہری کے نام اسکے ایڈریس اور Contact Number کے ساتھ ہر قومی اسمبلی کے ممبر کو ارسال کی جائے تا کہ وہ عوام کے مسائل پر فوری نوٹس لے سکیں۔کوئی بھی اسمبلی ممبر عوامی رائے کو نظر انداز نہیں کرسکتی کیونکہ ایسی صورت میں وہ آئندہ عوامی تائید سے محروم ہو جائیگا۔

بلا جواز دو ایوانی مقنّنہ یا ایوان بالا کا وجود

جمہوری ریاستوں میں مقنّنہ کو اس کی ساخت کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

☆ ایک ایوانی مقنّنہ اس کے بارے میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے کہ اس کا انتخاب عوام کے بلاواسطہ یا بالواسطہ رائے دہی کے ذریعے ہوتا ہے۔اگر ایوان بالا میں بھی یہی طریقہ انتخاب رکھا جائے تو پھر ایوانِ زیریں اور ایوانِ بالا میں کیا فرق رہ جاتا ہے۔اگر ایوانِ بالا کو مخصوص طبقات سے وابستہ کیا جائے تو یہ طبقاتی مفادات اور کشمکش کا اکھاڑہ بن جائیگی۔اگر ایوانِ بالا کو ایوانِ زیریں کے برابر یا اس سے زیادہ اختیارات دے دیے جائیں تو وہ بہت سی جگہ ایوانِ زیریں کے منظور کردہ قوانین کو بھی مسترد کر دیتا ہے جو سراسر قانون سازی کی راہ مین حائل رکاوٹ ہے۔

☆ فرانسیسی مفکر Abbie Sieyes کے مطابق قانون عوام کی مرضی ہوتا ہے۔عوام ایک ہی معاملے میں دو مرضیاں نہیں رکھ سکتے۔لہذا مقنّنہ جو عوام کی نمائندہ ہوتی ہے وہ ایک ہی ایوان پر مشتمل ہونی چاہیے۔لہذا یہ عقل سے بالاتر ہے کہ اگر ایوانِ بالا رائے میں ایونِ زیریں سے متفق ہو تو اسکی ضرورت کیا رہ جاتی ہے اور اگر مخالفت کرے تو یہ ریاست کے لیے خطرناک صورت ہے۔

☆ ایک ایوانی مقنّنہ کے بارے میں یہ تصور کہ یہ صوبوں کے مفادات کو نظر انداز کر دیتی ہیں سراسر غلط ہے۔کیونکہ عوام اپنے آپ کو ایک دفعہ قومی شہری اور دوسری مرتبہ صوبائی شہری تصور نہیں کرتے،اس لئے دو ایوانوں کی ضرورت نہیں بلکہ مقامی معاملات تو خود صوبائی حکومتیں طے کرتی ہیں اور انھیں اپنے اندرونی معاملات میں مکمل آزادی ہوتی ہے۔

☆ کوئی بل ایک دم قانون نہیں بن جاتا اس میں ایک وقت درکار ہوتا ہے۔پہلے ماہرین اس کا

ڈرافٹ مرتب کرتے ہیں پھر یہ قانون ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے وہاں اس کی کئی مرتبہ Readings ہوتی ہیں مختلف کمیٹیاں اس کی جانچ پرکھ کرتی ہیں۔اور اس کے باوجود اگر قانون سازی میں کوئی نقص رہ گیا ہو تو سربراہِ مملکت کو یہ حق حاصل ہے وہ اُسے دوبارہ ایوان کے بحث کے لئے رکھے تاکہ ہر ایک نقص کی اصلاح ممکن ہو سکے۔لہذا ان تمام صورتِ حال میں ایوانِ بالا کی کو ضرورت باقی نہیں رہتی۔

عاملہ کی حیثیت اور اس کے اصلاح طلب پہلو

عاملہ Law Application Department عدالت کے کئے ہوئے فیصلوں اور مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کے نفاذ کا ذمہ دار ہوتا ہے۔عاملہ کی ذمہ داری قابل باصلاحیت افراد پر مشتمل ہونی چاہیے۔لیکن وہ صرف حکومتی نمائندوں پر مشتمل نہ ہو بلکہ یہ افراد قومی اسمبلی کے ایوان کے اجلاس میں منتخب کیے جائیں جن کا انتخاب اس نوعیت کا ہو کہ جن میں حکومتی نمائندے،حزب اختلاف کے باصلاحیت نمائندے اور سول سوسائٹی کے باصلاحیت افراد شامل ہوں گویا اس میں جماعت پرستی کا عنصر ہرگز کارفرمانہ ہو،اسی طرح عاملہ کے ارکان مقننہ کے رکن نہیں بن سکتے اور جب اسمبلی کے ارکان عاملہ کے رکن بنائے جائیں تو وہ اسمبلی سے مستعفی ہو جانا چاہیے اور مقننہ اپنے ایوان کے اجلاس میں اس منتخب کی جانے والی عاملہ کی ایک خاص میعاد مقرر کرے اور اس میعاد سے قبل اُن کو برطرف نہ کیا جائے تاکہ وہ اپنے تمام منصوبوں کو احسن طریقوں سے پورا کر سکیں نہ کہ سیاسی ردوبدل کی بھینٹ چڑھیں۔میعاد اتنی طویل بھی نہ کہ عوام اور عاملہ کا تعلق ہی ٹوٹ جائے اور ان سے باز پرس بھی نہ کی جا سکے اور نہ اتنی مختصر ہو کہ وہ تمام پالیسیوں کو قابل نفاذ بھی نہ بنا سکیں۔اگر عاملہ کا کوئی ممبر کسی کرپشن میں ملوث یا آئین اور قانون کے خلاف پایا گیا تو مقننہ اور عدلیہ اُس کو برطرف کرنے کا حق رکھتے ہوں اور وہ اپنے تمام امور میں مقننہ اور عدلیہ کو جوابدہ ہوگا،اپنی Monthly Report مقننہ کو Submit کروائے گا،اور حالات کے پیش نظر عاملہ کہ ارکان کو اسمبلی کے اجلاس Attend کرنے کا بھی شعور دیا جائے تاکہ قانون سازی کرتے وقت کوئی اُمور پس پردہ نہ رہ جائے لیکن قانون سازی میں عاملہ کا کوئی ممبر کسی صورت میں شریک نہیں ہوگا۔اور نہ ہی عاملہ کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ پارلیمنٹ کو کنٹرول کرے اور نہ ہی اکثریت کی بناء پر اپنی پسند کے قوانین منظور کروائے۔عاملہ کتنے ارکان پر مشتمل ہو یہ ہر ریاست کی صوابدید پر ہوتا ہے کہ وہاں کے حالات کے اعتبار سے Major Department کون کون سے ہیں کہ جن کو بنیاد بنا کر رکنیت سازی کی جائے۔

عاملہ کے فرائض

ہر ریاست میں عاملہ کے فرائض اُس ریاست کے محل وقوع،جغرافیائی حالات اور دیگر وجوہات کی بناء پر مختلف

ہوتے ہیں لہذا کسی ریاست کو کسی دوسری ریاست پر ہرگز قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

ا۔ عاملہ کے انتظامی فرائض

عاملہ کا اہم ترین فرض تمام قوانین کا ریاست میں نفاذ کرانا ہے اور ملک میں امن وامان کی فضا قائم کرنا ہے۔ اور یہ تمام اُمور وزارت داخلہ کے شعبے کے تحت آتے ہیں۔ اس وزارت کے تحت وسیع انتظامی اُمور اور دیگر انتظامی محکمہ جات شامل ہیں جو حکومت اور وزارت داخلہ کے احکام اور پالیسیوں کو نافذ کرتے ہیں۔ اسی طرح تمام ملکی سیکیورٹی اداروں کے اہم عہدوں پر تقرری کی ذمہ داری بھی انہی پر ہونی چاہیے۔ اِس ادارے کی ذمہ داری ہے کہ یہ اپنی پہنچ لوگوں تک ہر صورت ممکن بنائے۔

۲۔ عاملہ کے مالیاتی فرائض

مقننہ کی جانب سے بجٹ منظور ہوجانے کے بعد حکومت کی آمدنی اور اخراجات پر نگرانی کرنا، ٹیکسوں کی مد میں حاصل ہونے والی رقوم کہ جمع کرنا اور اُس کی جانچ پڑتال کروانا، یہ تمام اُمور وزارت خزانہ کے شعبے کے تحت آتے ہیں۔ بجٹ میں یا کسی بھی حوالے سے صدر، وزیراعظم، وزیراعلیٰ یا کسی اور وزیر کا صوابدیدی فنڈ رکھنے کی اجازت ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ یہ جمہوری اُصولوں کے تحت خلاف ہے نہ ہی کسی جمہوری ریاست میں اس قسم کے اُمور کا رواج ہوتا ہے۔ تمام فنڈز کا تعلق مقننہ سے منظور شدہ بجٹ کے مطابق ہونہ کہ کسی اور مد میں۔ اگر کسی خاص منصوبے پر عمل کروانا ہو تو اُس کی مقننہ سے منظوری لازمی ہے۔

ضرورت اِس امر کی ہے کہ پہلے اپنے اخراجات اور آمدنی کو بغور دیکھا جائے کہ ہماری آمدنی ہمارے اخراجات سے Meet کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر واقعی آمدنی کم ہو اور منصوبوں وغیرہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فنڈز کم ہو تو ایسی صورت میں آسان شرائط پر قرضوں کی سہولت لی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر صورتحال اس کے برعکس ہو کہ آمدنی ٹیکسوں کی مد میں پھنسی ہو یا اور کسی کرپشن کی صورت میں آمدنی حاصل نہ ہو پا رہی ہو۔ تو ایسی صورت میں قرضے ہرگز نہیں لینے چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں ملک دیوالیہ ہوجاتا ہے لہذا ہر صورت آمدنی کا حصول ممکن بنایا جائے۔ قوانین پر عملدرآمد کرتے ہوئے ملک کی لوٹی ہوئے دولت لٹیروں سے ہر صورت حاصل کی جائے۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا گیا تو قرضوں کی صورت میں چند افراد کا گناہ پوری قوم کے لوگوں کو یہاں تک بچوں کو اُٹھانا پڑتا ہے

۳۔ عاملہ کے اُمورِ خارجہ کے فرائض

عاملہ کا اہم ترین فرض خارجہ پالیسی کو ملکی مفاد میں مرتب کرنا اور اُس کو عملی جامعہ پہنانا ہے۔ کسی ملک کی خارجہ پالیسی سے مراد وہ حکمت عملی ہے جسکے باعث وہ دوسرے ممالک کے ساتھ اپنے تعلقات استوار کرتا ہے۔ ریاستیں اپنے

مفادات ومقاصد کے حصول کے لیے اور دوسری ریاست کے مفادات ومقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو رویہ اور طرزِ عمل اختیار کرتی ہیں وہ ریاست کی خارجہ پالیسی کہلاتی ہیں۔لہذا ریاست کا مقصد صرف اپنے مفادات ومقاصد کا حصول ہی نہیں بلکہ جن ریاستوں کے ساتھ روابط قائم کیے جائیں اُن کے مفادات ومقاصد کو پورا کرنے کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے۔جن مفکرین نے خارجہ پالیسی کی تعریف اور اُس کے اُصول وضوابط میں فقط اس بات پر زور دیا ہے کہ ریاست فقط اپنے مفادات ومقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے طرزِ عمل اختیار کریں۔لہذا اس سے خارجہ پالیسی محدود اور نا قابل اطلاق بن جاتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سی ریاستیں خارجہ پالیسی کے معاملے میں ایسے اُصول وضوابط مرتب کرتیں ہیں جنکا مقصد اپنے مفادات کا حصول ہوتا ہے جسکے باعث وہ عالمی برادری سے الگ تھلگ ہو جاتی ہیں۔لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ خارجہ پالیسی کے علم پر ازسرِنو جائزہ لیا جائے۔تا کہ خارجہ پالیسی کو وسیع بنیادوں پر استوار کیا جا سکے۔

خارجہ پالیسی اور قومی مفاد میں کوئی فرق نہیں ہے۔خارجہ پولیسی کا اہم عنصر قومی مفاد ہے۔خارجہ پولیسی کے بنانے میں سب سے بڑا مسئلہ مفادات کی نشاندہی اور Identification کا ہے۔اہم مقاصد جن کے تحت ایک ملک ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ہر ریاست کی خارجہ پالیسی کے اپنے اصول ہوتے ہیں۔ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجہ پالیسی تشکیل ہوتی ہے۔

مقاصد درج ذیل ہیں:

۱۔ملک کی سالمیت / یک جہتی کا تحفظ

پہلا مقصد ملک کی علاقائی یک جہتی / سالمیت Integreity Territorial کا تحفظ کرنا اور اس شہریوں کے مفادات کا تحفظ کرنا ملک کے اندر اور ملک کے باہر عام طور پر اس مقصد کے لئے ریاستیں اسی پالیسی کو Prefer ترجیح دیتی ہیں۔جو بدستور چل رہی ہوتی ہے۔ایک ریاست کو اپنے ملک کے شہریوں کو چاہے وہ ملک کے اندر ہوں یا باہر اپنے وقار اور عزت کو برقرار رکھنے کے لئے ان کا تحفظ کرتی ہے۔

۲۔بین الاقوامی کمیونٹی

خارجہ پالیسی کا دوسرا مقصد بین الاقوامی کمیونٹی کے دوسرے ممبران کے ساتھ رابطے اور تعلقات رکھے جائیں تا کہ کچھ پالیسیاں بنائی جاسکے تا کہ مفادات کو ترقی دیئے جانے کے بعد ان کی حفاظت کی جاسکے اور بعد کے ہونے والے مسائل کا آسانی سے حل نکل جائے۔بین الاقوامی کمیونٹی کے ذریعے سے ریاست کے وقار کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔

۳۔ملک کا مفاد

تیسرا اہم مقصد ملک کے قومی مفادات کو ترقی دینا ہے۔ہر ریاست کا اولین مقصد یہ ہے کہ اپنی ثابت قدمی۔

تحفظ اور شہریوں کو صحیح مقام دینا ہے۔

۴۔معاشی مفادات

خارجہ پالیسی کا مقصد ملک کے معاشی مفادات کو ترقی دینا ہوتا ہے کیونکہ بین الاقوامی دنیا میں ریاست کا Status مرتبہ کا اندازہ اس کی معاشی Status مرتبہ سے لگایا جاتا ہے۔ریاستوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ وہ ایسی خارجہ پالیسی بنائیں جس سے ان کے ملک میں معاشی خوشحالی آئے۔اور ت اپنے ملک کو ایسا بنا سکیں کہ وہ بین الاقوامی سیاست میں اہم کردار ادا کر سکے۔ریاستیں دوسری ریاستوں سے ایسے معاہدات کریں جن کے ذریعے ان ریاستوں کے معاشی مفادات کا تحفظ اور ان کی ترقی کی جا سکے۔

۵۔ریاست کا وقار

خارجہ پالیسی تشکیل دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جاتا ہے کہ ریاست کا وقار اور اثر نفوذ دوسری ریاستوں میں بڑھ جائے اس مقصد کے حصول کے لیئے ریاستیں ایسی خارجہ پالیسی تشکیل دیتی ہیں جس کے ذریعے وہ دیگر ریاستوں کے اثر کو کم کرنے اور ان کو خود کفالت کی منزل کی طرف گامزن ہونے سے روکنے کے مقاصد کی تکمیل کو ممکن بناتی ہیں تاکہ وہ ریاستیں ان کی مرہون منت رہیں اور ان کا وقار بنا رہے۔

اصلاح طلب تجاویزات

خارجہ پالیسی کو کامیاب بنانے والے عوامل درج ذیل ہیں۔

☆کسی بھی ریاست کی ٹیکنالوجی میں ترقی اُس کی معاشی اور فوجی صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی بھی ریاست ٹیکنالوجی میں ترقی اُسکی خارجہ پالیسی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

☆کسی ملک کی ثقافت اس کی خارجہ پالیسی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ایسی ریاستیں جو ایک جیسی ثقافت کے حامل ہوتے ہیں وہ اپنی خارجہ پالیسی مؤثر طریقے سے مرتب کر پاتے ہیں کیونکہ اُنھیں تمام طبقوں سے حمایت حاصل ہوتی ہے۔اور ریاست کا ہر فرد اُس خارجہ پالیسی کی تائید کرتا ہے۔لہذا کسی بھی ریاست کی ثقافت اور تاریخی روایات اُسکی خارجہ پالیسی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔

☆کسی بھی ریاست کی معاشی ترقی اُسکی خارجہ پالیسی میں بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔عام طور پر صنعتی اعتبار سے ترقی یافتہ ملک دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں۔اُنھوں نے خام مال اور دوسری اشیاء ان ممالک سے درآمد کرنی ہوتی ہے۔لہذا معاشی ترقی خارجہ پالیسی میں

بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ صنعتی، ٹیکنالوجی ، جدید تعلیمی اعتبار سے ترقی یافتہ ممالک دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات رکھتے ہیں اور صنعتی ملک چاہتا ہے کہ اس کی Gross National Production میں اضافہ ہو۔

☆ ملک کے سیاسی ادارے بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل پر اثر انداز ہوتے ہیں اگر ملک میں جمہوری نظام ہو تو ملک میں لوگ آزادانہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں جس کا اثر خارجہ پالیسی پر مرتب ہوتا ہے۔ سیاسی نظام میں سیاسی ماحول اور عوام سیاسی گروپوں کی رائے کا احترام کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ملک میں آمریت کا نظام ہو تو خارجہ پالیسی کی تشکیل ایک فرد اور اس کے چند ساتھیوں کے ہاتھوں میں ہوتی ہے۔ اگر اختیارات کسی جماعت کے پاس یا فرد کے پاس ہوتے ہیں Authoritarian نظام میں خارجہ پالیسی کے فیصلے جلد کئے جاتے ہیں کیونکہ فیصلے کرنے کا اختیار ایک ہی شخص کو ہوتا ہے۔

☆ قیادت / لیڈر شپ بھی خارجہ پالیسی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خارجہ پالیسی میں اس ملک کے لیڈر شپ کے خیالات و نظریات بھی نظر آتے ہیں اچھے اور قابل لیڈر ہی ملک کی خارجہ پالیسی پر اچھے اثرات مرتب کرتے ہیں۔

☆ ریاست کی قومی صلاحیت ملک کی خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ریاست کی قومی صلاحیت اس کی Army کی تیاری تکنیکی ترقی اور معاشی ترقی پر منحصر کرتی ہے۔

☆ خارجہ پالیسی کی تشکیل میں پریس ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ پریس لوگوں تک معلومات فراہم کرتا ہے جس سے لوگ اپنی رائے قائم کرتے ہیں اور بین الاقوامی حالات پر تبصرے پیش کرتا ہے آرٹیکل تحریر کرتا ہے پریس کے ذریعے لوگوں کو بین الاقوامی صورت حال کی خبر ملتی رہتی ہے۔

۴۔ عاملہ کے اُمورِ سفارکاری کے فرائض

عاملہ کا اہم ترین فرض سفارتکاری کو ملکی مفاد میں مرتب کرنا اور اُس کو عملی جامعہ پہنانا ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ سفارتکاری کے علم پر از سر نو جائزہ لیا جائے۔ تاکہ سفارتکاری کو وسیع بنیادوں پر استوار کیا جاسکے۔

ا۔ سلامتی اور امن

سفارت کاری کے معنی ہی قوم کے درمیان صلح کروانے کے لیئے سفر کرنا ہے لہذا سفارت کاری کا اہم عمل سلامتی

اور امن کی فضاء کو برقرار رکھنا ہے اور دوسرے ممالک سے اچھے دوستانہ تعلقات قائم رکھنا ہے۔ایک ریاست دوسری ریاست میں اپنا سفیر ملک کے مفاد کے لئے بھیجتی ہے۔ریاستوں کے درمیان ایسے مراسم جن کی بدولت اس دنیا کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنایا جائے۔

۲۔بین الاقوامی تعلقات

خارجہ پالیسی کا مقصد بین الاقوامی تعلقات قائم کرنا ہے ڈپلومیسی ذہانت اور مہارت کے اس استعمال کو کہتے ہیں جو ریاستوں کی حکومتوں کے مابین سرکاری تعلقات کے معاملے میں عمل میں لائی جاتی ہے۔ڈپلومیسی گفت وشنید کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات کا طریقہ کار ہے۔بین الاقوامی تعلقات کے ذریع سے ریاست کے وقار کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔اگر آپس میں تعلقات ہی نہ ہوں تو کسی ضابطے،قاعدے یا طریقہ کی کوئی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔بین الاقوامی تعلقات کی بنیاد انسانی ہمدردی،دوستی،بھائی چارہ،امن وسلامتی اور اقتصادی ترقی ہے۔

۳۔حقوق کا تحفظ

سفارت کار کا فرض ہے اپنے شہریوں کی حقوق کی حفاظت کرنا جو اس ملک میں زندگی بسر کررہے ہوں۔آج کل متعلقہ حکومتیں زیادہ تر ریاستوں میں اپنے سفیر مقرر کرتی ہیں تا کہ وہ ان (اپنی حکومتوں) کے مفادات کی دیکھ بھال اور تحفظ کرسکیں۔مثال کے طور پر برطانیہ میں متعین پاکستانی سفیر کو پاکستان کا نقطہ نظر ہی واضح نہیں کرنا ہوتا بلکہ ولایت میں مقیم پاکستانی باشندوں کے مفاد کیلئے بھی کام کرنا پڑتا ہے۔

۴۔باہمی اختلافات کا تلف

سفارت کاری کا اہم مقصد باہمی اختلافات کا ختم کرنا ہوتا ہے۔تا کہ اختلافات کو ختم کر کے ان کے ساتھ اچھے تعلقات قائم کیئے جائیں اور صنعتی اعتبار سے اور دوسرے ذرائع سے اپنے ملک کو کامیاب کیا جاسکے۔

۵۔ریاست کی نمائندگی

سفارت کار اپنی ریاست کی نمائندگی کرتے ہیں اور نمائندوں نے ایک حقیقی ''تعلقات عامہ'' کی صورت اختیار کر لی ہے سیاسی گفت وشنید کو اس حد تک آگے بڑھنے کی اجازت ہے کہ وہ پہلے زمانے کے اجلاسوں کی نسبت بہت سے پہلوؤں پر بحث کرنے والی کانفرنس بن جائے۔

٦۔سربراہان مملکت کے ساتھ تعلقات

سفارت کاری کا اہم مقصد دوسری مملکت کے ساتھ اچھے تعلقات قائم رکھنا ہے۔سفارت کار دوسرے ملک میں اپنی پالیسی کو واضح کرتے ہیں اور اپنی ریاست کے معاملات کے بارے میں اس ریاست کے حکام سے بات چیت کرتے

ہیں۔

۷۔ثقافتی اور تعلیمی تبادلہ

سفارت کاری کے ذریعے ریاست کی ثقافت اور تعلیمی تبادلہ ایک اہم مقصد ہے۔اسی طرح جب طلباء حصول علم کے لئے دوسری ریاستوں کا رُخ کرتے ہیں تو ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے رسم ورواج اور اطوار کے ذریعے دوسری اقوام کو اپنی ریاست اور اسکی ثقافت، تہذیب وتمدن، زبان وتاریخ، علوم وفنون سے شناسا کروائیں۔اور یہ سب کچھ ریاست کے ہر فرد کے کردار سے بھی دکھائی دے۔

اصلاح طلب تجاویزات

سفارتکاری کو کامیاب بنانے والے عوامل درج ذیل ہیں۔

☆سفارتکار کو اپنے اصل استعداد عمل سے بخوبی آگاہ ہونا چاہئے۔اپنی حکومت سے اس کو باخبر ہونا چاہئے کہ حکومت کس قدر استعداد کے ساتھ اس کی حمایت کرے گی۔سفارتکار کو ایسے کاموں کے لیئے جو اس کی اہلیت اور استعداد کے دائرہ میں ہوں اور وسائل و ذرائع سے جو اس کے مقصد کے مطابق ہوں مکمل استفادہ اٹھانا چاہیئے۔

☆سفارتکار میں برداشت کی قوت ہونا لازم ہے اس کی رسائی میں لچک ہونی چاہئے۔اس کو ایسے معاملات کے لئے تیار رہنا چاہئے جو پہلے سے پیش نظر نہ رہے ہوں۔کیونکہ ایک سفارتکار اپنی ذہانت اور برداشت کے ذریعے اپنے ملک کو پریشانیوں سے دوچار ہونے سے آسانی سے بچا سکتا ہے۔

☆ڈپلومیسی ترغیب و مصالحت کی بھی ایک مہارت ہے۔سفیر عدم ضرورت کی حدود کے اندر مصالحت کا خواہشمند ہے۔سفیر اپنی ریاست کی دوسری ریاست میں نمائندگی کرتا ہے۔جب دو ریاستوں کے درمیان باہمی گفت وشنید ہو تو وہاں ہمیشہ مصالحت کا امکان ہوتا ہے۔

☆سفارتکار اپنے ملک سے دوسرے ملکوں سے تعلقات کو بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے اور اچھے تعلقات کی بناء پر دوسرے ممالک کے ساتھ صنعتی اور ترقیاتی کاموں کو بڑھایا جاسکتا ہے سفیر اپنی ریاست اور دوسری ریاست کے درمیان ابلاغ کا بھی وسیلہ ہوتا ہے۔سفیر اپنے ملک کی تہذیب وثقافت کی ترجمانی کرتے ہیں۔

☆ایک سفیر اپنے مقاصد کو مدنظر رکھتا ہے۔سفارتکار کا مقصد اپنی اور دوسری ریاستوں کے درمیان

بین الاقوامی تعلقات کو بڑھانا اپنی ریاست کی دوسری ریاست میں نمائندگی کرتا ہے۔سفارت کاری دوسری ریاست میں اپنی ریاست کے مفادات کی دیکھ بھال کرتا ہے دوسرے ملک کی حکومت اور عوام پر اپنی پالیسی واضح کرتا ہے اور اپنی ریاست کے معاملات کے بارے میں دوسری ریاست کے حکام سے بات چیت کرتا ہے اور دوسری ریاست کی سماجی ، اقتصادی اور سیاسی صورت حال سے اپنی حکومت کو آگاہ کرتا ہے اور دیگر فرائض کو بھی انجام دیتا ہے جو ان کی حکومت نے ان کے حوالے کی۔

۵۔عاملہ کے دفاعی اور جنگی حکمت عملی کے فرائض

عاملہ کا اہم ترین فرض مسلح افواج کے تینوں شاخوں بری، بحری اور ہوائی افواج کی نگرانی کرنا اور دفاعی انتظامات اپنے ملکی حالات کے مطابق کرنا ہے لہذا جنگی معاملات میں عاملہ مقننہ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اسلیے ضرورت اِس امر کی ہے کہ جنگ کے حوالے سے کسی بھی اُمور میں مقننہ کی منظوری لازمی ہے۔ رسالت مآب ا نے جنگی حکمت عملی(War Strategy) کے نادر المثال، عظیم اور مؤثر اصول وضع فرمائے اور ان پر اس طرح عمل پیرا ہوئے کہ ایک ماہر تربیت یافتہ فوجی جرنیل بھی ان حالات میں ان کا عملی مظاہرہ نہیں کر سکتا۔یعنی دشمن کی افواج، سامان حرب، اسلحہ کی نقل وحمل اور ان کے منصوبوں کا صحیح سراغ لگانا(Reconnaissance) بڑی مہارت کا کام ہے۔اس کے بغیر دشمن کے خلاف Military Operation ممکن نہیں ہوتا اس لئے رسالت مآب ا نے دو سطحی پٹرولنگ سسٹم Patrolling System قائم فرمائے۔

۱۔ ہراولی گشت

یہ تعداد میں کم افراد پر مشتمل تھے ۔اس کا تعلق جنگ سے پہلے کے معاملات کی جانچ کرنا ہوتا ہے۔ان کے ذریعے جنگ سے پہلے دشمن کی افواج، ان کی طاقت اور منصوبوں کا پتہ چلایا جاتا تھا۔جنگی علاقہ کے جغرافیائی ماحول اور اس کے خاص مقامات(Point of Accessibility) کی نسبت معلومات جمع کی جاتیں۔گردو پیش میں ذرائع آب اور دوسری اشیاءِ ضرورت کے مقامی طور پر میسر آنے کے امکانات اور اسی طرح دیگر متعلقہ لوازمات کی تحقیق کی جاتی تھی۔

۲۔جنگجو گشتی دستے

یہ بڑے جنگی دستے ہوتے ہیں، ان کے سپرد سرحدوں کی حفاظت، دشمنوں کو جنگ سے قبل اور جنگ کے دوران خاص نفسیاتی شکست سے دوچار کرنا، دشمن کی سپلائی لائن اور ذرائع کو مسدود کرنا، اصلی جنگ سے قبل دشمن کی فوجی طاقت کو

تجرباتی طور پر آزمانے کے مواقع پیدا کرنا اسی طرح سے دیگر اہم فوجی و جنگی امور کو انجام دینا ہوتا تھا۔ یہ رسالت مآب ا کی سپہ سالارانہ رہنمائی اور عسکری تربیت تھی کہ صحابہ اکرام ؓنے رسالت مآب ا کی عدم موجودگی میں بھی نا قابل یقین حد تک تاریخی کامیابیاں حاصل کیں۔ مثلاً سریہ زید بن حارثہ (موتہ) کے موقع پر مسلم کمانڈر دشمن کی دس لاکھ افراد اور کثیر اسلحہ پر مشتمل فوج کے مقابلہ میں صرف تین ہزار فوجیوں کے چھوٹے سے لشکر کو کامیابی سے ہمکنار کر کے حفاظت اور سلامتی کے ساتھ واپس مدینہ لے کر آئے اور دشمن کو بھاری جانی اور مالی نقصان بھی اٹھانا پڑا۔ اس لئے رسالت مآب ا کی سیرت طیبہ کا یہ گوشہ خصوصی مطالعہ کی دعوت دیتا ہے۔

۶۔ عاملہ کے دیگر اہم اُمور سے متعلق فرائض

عاملہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ تمام اُمور کا روزانہ کی بنیاد پر جائزہ لے۔ اور تمام اُمور متعلقہ مقامی حکومت کو تفویض کیے جائیں تاکہ مسائل کا فی الفور حل کیا جا سکے۔ بلدیاتی ادارے نہ صرف مقامی سطح پر لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں بلکہ مرکزی صوبائی حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ بلدیاتی اداروں کا تعلق مقامی سطح سے ہوتا ہے اس لیے لوگوں کی ضروریات اور ان کے مسائل کا تصفیہ طلب حل تلاش کر لیا جاتا ہے۔ صفائی ستھرائی کا اہتمام، جرائم کا خاتمہ، اشیائے خوردونوش کا معیاری ہونا، قیمتوں کا متعین شیڈول کے مطابق ہونا، بجلی اور گیس کی سپلائی اور اِن کی چوری کا خاتمہ، ناگہانی آفات سے ممکنہ بچاؤ کے لئے خصوصی اقدامات، ذرائع آمدورفت کو جدید بنیادوں پر استوار کرنا، تاریخی ورثہ کی حفاظت، بیماری کے حوالے سے ہر فرد کو بلا امتیاز اعلیٰ سہولیات کی فراہمی، جعلی ادویات کے خاتمے، تعلیم سب کے لئے اعلیٰ اور جدید بنیادوں میں بلا امتیاز، ٹریفک کے نظام کو بہتر بنانا اور لوگوں کو اُسکا پابند بنانا، متعلقہ سیکیورٹی کے اداروں کو جدید تربیت اور جرائم سے نفرت کا درس اور شہریوں کے ساتھ اخلاق پر مبنی تعاون، وغیرہ وغیرہ یہ تمام اُمور ریاست کی عاملہ کی ذمہ داری ہیں۔ لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ یہ تمام اُمور متعلقہ مقامی حکومت کو تفویض کر دیے جائیں اور مقامی حکومت کو اختیار دیا جائے کہ وہ تمام اُمور خوش اسلوبی کے ساتھ مکمل کر سکیں۔

مقامی حکومتوں کے فرائض

ترقی یافتہ ممالک میں خواہ وہاں جمہوریت ہو یا اشتراکیت بلدیاتی اداروں کو نمایاں حیثیت حاصل ہوتی ہے بلدیاتی ادارے مقامی سطح پر عوام الناس کا تحفظ کرتے ہیں اور ان کی بلکہ بہتری اور ترقی کے لیے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں بلدیاتی ادارے نہ صرف مقامی سطح پر لوگوں کی ضروریات کو پورا کرتے ہیں بلکہ مرکزی صوبائی حکومت کے ساتھ تعاون کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مقامی اداروں کو سیاسی اداروں کی اساس کہا جاتا ہے اور انہی کے ذریعے جمہوریت بام عروج پر پہنچتی ہے۔ بلدیاتی ادارے مقامی سطح پر لوگوں کی ضروریات اور ان کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہوتے ہیں۔ اسی

لیے مقامی انتظامیہ صوبائی یا مرکزی حکومت کی نسبت زیادہ مؤثر اور فعال ہوتیں ہیں بلدیاتی اداروں کی اہمیت وافادیت مختلف زاویئے سے سمجھنے پر زیادہ واضح ہو جاتی ہے بلدیاتی اداروں کی قیادت مقامی سطح کے لوگوں کے ساتھ وابستہ ہوتیں ہیں۔جس کے باعث مختلف باثروت ادارے نہ صرف مالی امداد کرتے ہیں بلکہ بہت سے افراد و ادارے بلا معاوضہ اپنی خدمات بھی پیش کرتے ہیں۔کیونکہ بلدیاتی اداروں کا تعلق مقامی سطح سے ہوتا ہے اس لیے لوگوں کی ضروریات اور ان کے مسائل کا تصفیہ طلب حل تلاش کر لیا جاتا ہے۔جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرکزی حکومت کے ساتھ تعاون بھی برقرار رہتا ہے اور مختلف اہم نوعیت کے کاموں کو بغیر سرمائے کے پایہ تکمیل تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

سماجی فرائض

☆ مقامی حکومتوں کی ذمہ داریاں ہیں کہ شہریوں کی صفائی اور صحت کا خاص خیال رکھیں اور اُن کو اِس ضمن میں بہتر سہولیات فراہم کرنے کا اہتمام کریں۔عوامی فلاح و بہبود کے ادارے قائم کرنا ،یتیموں، بیواؤں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے ایسے ادارے قائم کرنا جہاں اُنکی مکمل نگہداشت اور تحفظ کا مکمل اہتمام کیا جاسکے۔اِسی طرح ضرورت مند لوگوں کی نعشوں کی تجہیز و تکفین اور تدفین کا انتظام کرنا۔یہ سب مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔

☆ اِسی طرح معاشرتی برائیوں کا تدارک کرنا بھی مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔اسٹریٹ کرائم کی روک تھام اور اُن کی وجوہات کا سدِ باب،شراب خانوں پر پابندی،ہر نشہ آور چیز پر پابندی اور اُن کے عادی افراد کا علاج،عصمت فروشی اور جوا جیسے جرائم کا خاتمہ،بچوں کے جرائم اور گداگری جیسے فعل کی روک تھام،ناجائز تجاوزات کا خاتمہ،لینڈ مافیا اور بھتہ مافیا کا خاتمہ اور اُن کی وجوہات کا سدِ باب۔

☆ اشیائے خورد و نوش کے معیاری اور اُسکے صحت مند ہونے اُسکی صفائی ستھرائی کا خیال رکھنے کی ذمہ داری مقامی حکومت کی ہوتی ہے۔اس اس بات کا بھی اہتمام کیا جائے کہ قیمتیں دی ہوئی شیڈول سے زائد ہرگز نہ ہو بصورت دیگر اُن کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جائے۔اِسی طرح ہوٹلوں وغیرہ کا معائنہ کرنا کہ وہاں کس قسم کی اشیائے خورد و نوش کا استعمال ہوتا ہے تاکہ صحت وصفائی کا خاص خیال رکھا جاسکے۔اس بات کا خاص رکھا جائے کہ کہ کسی قسم کی کوئی ملاوٹ تو نہیں ہو رہی ہے۔اور علاقوں میں موجود Hotel Or Resturant کے اسٹاف کی Monthly Report طلب کی جائے اور ہر مہینے مقامی حکومت کی ایک ٹیم دورہ کرے۔کیونکہ یہ معاملہ

نہایت نازک ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی کوئی غفلت یا گنجائش ہرگز نہ چھوڑی جائے۔ Hotel Or Resturant کا مقامی حکومت سے Approved ہونا لازمی ہے۔

☆۔اسی طرح بجلی کے نظام کو بہتر بنانے کی ذمہ داری بھی مقامی حکومتوں کی ہے۔بجلی کے تاروں کو زیر زمین نصب کرنا تاکہ عوام کو ہر ممکنہ حادثات سے بچایا جاسکے۔بجلی چوری پر سخت تادیبی کاروائی کی جائے۔دیگر مقامات اور سڑکوں پر روشنی کا انتظام کرنا۔بجلی کے Complain Centre کو نہایت مؤثر بنایا جائے اور چوبیس گھنٹے فوری سروس فراہم کی جائے۔بجلی کی Payment نہ ہونے پر فوری کاروائی کی جائے تاکہ مبادا اتنی دیر ہوجائے کہ وہ بل بھرنے کی سقط ہی نہ رکھ پائے۔

☆گلیاں اور راستے بنانا اور اُن کی صفائی ستھرائی کا خاص خیال رکھنا مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔اسی طرح درخت لگانا انکی دیکھ بھال کرنا۔کھیل کے میدانوں اور پارکوں کا انتظام کرنا۔مسافروں کے لئے رہائش اور بیت الخلاء کا بندوبست کرنا۔مسافروں اور ضرورت مندوں کے لئے مختلف مقامات پر طعام کا انتظام و انصرام کرنا،کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے مختلف مقامات پر Dust Bin نصب کیے جائیں۔دیواروں پر چاکنگ کا مکمل خاتمہ بصورت دیگر اُن کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جائے۔

☆رجسٹروں میں پیدائش و اموات کا اندراج کرنا اور قبرستانوں کا انتظام کرنا لیکن افسوس ہمارے معاشرے میں قبر کے بھی پیسے لئے جاتے ہیں جبکہ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ مفت تدفین کے لئے زمین فراہم کی جائے۔

☆اسی طرح ناگہانی آفات،قحط،بارش،طوفان،آتش زدگی،زلزلہ جیسے آفات سے ممکنہ بچاؤ کے لئے ہنگامی بنیادوں پر امدادی کاموں کو عملی جامہ پہنایا جائے اور اس کے لئے خصوصی رضا کار بھی شامل کیے جائیں۔

ثقافتی اور تعمیراتی ذمہ داریاں

☆ہر وہ چیز جس کا تعلق ثقافت و روایات سے ہو اُن کا تحفظ کرنا مقامی حکومت کی ذمہ داری ہے۔اُن علاقوں،تاریخی مقامات،جلسہ گاہوں،عجائب گھروں،آرٹ گیلریوں اور رفاہ عامہ کے مقامات کی تعمیر و تحفظ اور نگرانی کی ذمہ داری مقامی حکومت کی ہوتی ہے۔

☆عوام الناس کو بہتر سے بہتر سہولیات فراہم کرنے کے لئے ذرائع آمدورفت کو جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جائے۔ سڑکوں کو کشادہ اور پختہ بنانا، گلیوں کی جدید بنیادوں پر تعمیر، پانی کی نکاسی کا انتظام، پلوں کی تعمیر، انڈر پاس جیسی جدید سہولتوں کی فراہمی، وغیرہ وغیرہ مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے۔

صحت عامہ اور طبی ذمہ داریاں

☆مقامی حکومتوں کی ذمہ داریاں ہیں کہ شفاء خانوں کا قیام، زچہ و بچہ کے کلینک کا قیام اور اُن سے وابستہ افراد کی تربیت تا کہ اس معاملے میں کسی قسم کی غلطی کی کوئی گنجائش ہرگز نہ ہو، ہر علاقے میں ضرورت مند افراد کے لئے مفت علاج کے لئے فری کیمپ کا انعقاد کرنا جس میں ادویات بھی مفت فراہم کی جائیں اور مخیّر حضرات کو اس قسم کے نیک مقاصد میں تعاون کے لئے شامل کیا جائے اور اُن کی معاشی خدمات حاصل کی جائیں۔

☆Free Medical Camp کا انعقاد کرنا۔ جس میں ملیریا، خسرہ، ٹی بی، آنکھوں کے امراض، کالی کھانسی اور پولیو جیسی بیماریوں کا خاتمہ ابتدائی بنیادوں پر کر دیا جائے۔ نومولود بچوں کی Vacxination کا باقاعدہ اہتمام کرنا۔ ہفتہ وار اپنے اپنے علاقوں میں اسپرے کروانا تاکہ حادثاتی بیماریوں سے شہریوں کو محفوظ رکھا جاسکے۔ اور Medical فضلات کو باقاعدہ شہر سے دور تلف کرنے کی ذمہ داری بھی مقامی حکومتوں کی ہے۔ اور علاقوں میں موجود Private Clinic کے اسٹاف اور ڈاکٹرز کی Monthly Report طلب کی جائے اور ہر مہینے مقامی حکومت کی ایک ٹیم دورہ کرے۔ کیونکہ یہ معاملہ نہایت نازک ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی کوئی غفلت یا گنجائش ہرگز نہ چھوڑی جائے۔

☆ مقامی حکومتوں کی ذمہ داریاں ہیں کہ جانوروں، پرندوں اور مویشیوں کی دیکھ بھال اور اُنکی بیماریوں کا سدِ باب کرنا ہے اور اُن کے لئے چراگاہوں کا بندوبست کرنا ہے، مویشیوں کے لئے Free Medical Camp کا انعقاد کرنا تا کہ اُن کو ملحقہ بیماریوں سے بچایا جاسکے۔

مرغی خانوں اور باڑوں کا قیام ایسی جگہ پر کیا جائے جہاں لوگوں کی رہائش نہ ہو۔ شہر میں نقصان پہنچانے والے جانوروں کو تلف کرنے کے بجائے اُن کو نہایت اہتمام کے ساتھ جنگلات میں منتقل کر دیا جائے۔ مقامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کم از کم مہینے میں تمام مویشیوں کی Medical Report چیک کی جائے۔ اور مویشیوں کے فضلات کو

باقاعدہ شہر سے دور تلف کرنے کی ذمہ داری بھی مقامی حکومتوں کی ہے۔ جانوروں کے ذبح خانوں کا باقاعدہ انتظام ہو۔

☆ مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ خواتین کو حفظان صحت کے حوالے سے مکمل تربیت فراہم کی جائے، زچگی کے دوران پیش آنے والی مشکلات کے بارے میں ہفتہ وار پرگرام کا انعقاد کروانا اور بچوں کو ماں کا دودھ پلانے اور اُنکی اہمیت وافادیت کے بارے میں ہر خوتین کو آگاہ کرنا۔

☆ مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے مخصوص فنڈ کو مدنظر رکھتے ہوئے اور مخیّر حضرات کہ تعاون سے ضرورت مند لوگوں کے لئے ہر ضروری اور متعلقہ Medical Equipment جدید تقاضوں کے مطابق خریدیں جائیں۔ تاکہ لوگوں کو اپنے Mediacal Test کروانے کے لئے خطیر رقم خرچ نہ کرنا پڑے۔

☆ مقامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے کہ جعلی ادویات جیسے گھناؤنے عمل کی مکمل روک تھام کی جائے اور ایسے افراد کے خلاف سخت تادیبی کاروائی کی جائے۔ اِسی طرح ہر کسی کو Medical Store Or Pharmacy کھولنے کی ہرگز اجازت نہ ہو۔ اور علاقوں میں موجود Medical Store Or Pharmacy کے اسٹاف کی Monthly Report طلب کی جائے اور ہر مہینے مقامی حکومت کی ایک ٹیم دورہ کرے۔ کیونکہ یہ معاملہ نہایت نازک ہے اس لئے اس میں کسی قسم کی کوئی غفلت یا گنجائش ہرگز نہ چھوڑی جائے۔ اور بغیر ڈاکٹرز کے نسخہ کے کسی کو دوا بیچنے پر سخت جرمانہ عائد کیا جائے۔ اور ہر Medical Store Or Pharmacy کو اس بات کا پابند بنایا جائے کہ وہ مقامی حکومت کے مقرر کردہ Supplier سے ادویات خریدی جائیں۔ اور Medical Store Or Pharmacy مقامی حکومت سے Approved ہو۔

تعلیمی ذمہ داریاں

تعلیم کا مقصد انسان کی نشو ونما اور اس کی ذات کو کامل بنانا ہے تاکہ فرد کا معاشرہ شناس بنایا جاسکے، اس کے علاوہ کائنات کی حقیقتوں سے روشناس کرنا بھی تعلیم کا بنیادی مقصد ہے۔ تعلیم کا مقصد اگر صحیح سمت میں متعین ہو تو ہماری اقتصادی ومعاشرتی ترقی ممکن ہوسکتی ہے۔ اور یہ تعلیم کا مقصد ہی ہے جس کے باعث انسان کی فطری وتخلیقی صلاحیتیں نمو پاتی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ نے انسان کے اندر جو فطری قوتیں وصلاحتیں ودیعت فرمائی ہیں، وہ سب اس کے لیے نہایت ضروری اور کارآمد ہیں ان سب کو پروان چڑھانے کی فکر کرنا۔ ان کے مناسب

استعمال ضمن میں مدد اور رہنمائی کرنا۔ ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ دبانا اور کچلنا اور نہ ان کو نظر انداز کرنا۔ مملکت کا اچھا شہری بننا۔

☆ اچھے برے میں تمیز کرنا اور صحیح راستے پر چلنا تاکہ برائی سے دور رہ سکیں صحیح انداز سے سوچنا غلط افکار اور باطل نظریات کا شکار نہ ہونا۔

☆ اچھی سیرت وکردار کا حامل ہونا۔

☆ انفرادی عائلی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا صحیح علم اور انہیں انجام دینے کی عملی تربیت کرنا۔

☆ سماجی تعلقات کو استوار کرنا۔

☆ اولاد اور خاندان کی پرورش اچھے انداز میں کرنا۔

☆ طلباء میں اسلام سے محبت اور اسکے احکامات پر عمل کی تاکید، مسلم قومیت کے نظریہ حیات کا شعور تاکہ اقلیتوں کے ساتھ اتحاد کو مستحکم کیا جاسکے۔

☆ ہر فرد کی فطری وتخلیقی قوتوں کی نشوونما کرنا تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو اسلامی اقدار کے مطابق تخلیقی کاموں میں بروئے کار لاسکے۔

☆ فطری خواہشات ومیلانات، کو صحیح رخ پر ڈالنا اور پسندیدہ نیز مفید مشاغل میں دلچسپی پیدا کرنا۔

☆ ریاست میں سائنس وٹیکنالوجی، فنی تربیت وتحقیق کو فروغ دینا۔

☆ علم وفن، طب وجراحت، صنعت وحرفت، انجینئرنگ وزراعت وغیرہ کی ترقی کے لیے ادارے قائم کرنے میں معاونت کرنا۔

☆ اقلیتوں کو اپنی پسند کے ادارے چلانے کی سہولتیں فراہم کرنا۔

ٹریفک کی ذمہ داریاں

☆ مقامی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ٹریفک کے نظام کو بہتر بنائیں۔ لوگوں کو ٹریفک قوانین کا پابند بنانا تاکہ لوگوں کو ممکنہ حادثات سے بچایا جاسکے۔ شہر میں پبلک ٹرانسپورٹ کو جدید بنیادوں پر ڈھالا جائے۔ پرائیوٹ بسوں پر پابندی لگا کر مقامی سطح پر بسوں کا سلسلہ شروع کیا جائے اور بسوں کا روٹ اس انداز میں ترتیب دیا جائے کہ ہر علاقے میں یہ جدید بسیں پہنچ سکیں تاکہ موٹر سائیکل اور رکشہ جیسے خطرناک سواریوں پر پابندی لگائی جاسکے۔ لہذا بسوں کے نظام کو اتنا بہتر بنایا جائے کہ لوگ بآسانی اپنی مقررہ جگہ تک پہنچ سکیں۔

☆ موٹر سائیکل اور رکشہ جیسے خطرناک سواریوں پر اول تو پابندی لگائی جائے۔ لیکن جن ممالک میں بحالت مجبوری موٹر سائیکل کا رواج ہے وہاں موٹر سائیکل چلانے والے پر تو ہیلمٹ پہننا لازمی ہے لیکن اُس کے پیچھے بیٹھنے والے پر ہیلمٹ پہننے کی پابندی لازمی قرار دی جانی چاہیے تاکہ ممکنہ حادثات سے بچا جا سکے۔ گاڑی چلانے والے پر سیٹ بیلٹ لگانا لازمی قرار دیا جائے۔

☆ سگنلز قوانین کی پابندی ہر شہری پر لازمی ہو۔

مالیات اور عام انتظامی فرائض

☆ تحقیق اور مجرموں کی گرفتاری اور جرائم کے بارے میں پولیس کی مدد کرنا۔

☆ حکومت کو علاقہ سے متعلقہ مطلوبہ معلومات پہنچانا اور حکومت کے اعلانات کو مشتہر کرنے کا انتظام کرنا اور سرکاری ملازمین کی امداد کرنا۔

☆ پٹواری محکمہ مال کے عہدے داروں کے ساتھ اور سرکاری لگان مالیہ کی وصولی کے سلسلے میں تحصیل داروں کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرنا۔

☆ مقامی تنازعات کو اختیارات کے ذریعے حل کرنا۔

☆ شادی اور طلاق کے معاملات کا عائلی قوانین کے تحت تصفیہ کرنا۔

☆ زکوٰۃ فنڈ قائم کرنا۔

مالیاتی پالیسی کے اصلاح طلب پہلو

☆ ریاست کی مالیاتی پالیسی اس انداز میں ترتیب دی جائے کہ لوگوں کو مکمل روزگار حاصل ہو اور یہ صورت اسی وقت ممکن ہے جب ملک میں ہر وقت مؤثر طلب موجود ہو اور مؤثر طلب حاصل کرنا اسی صورت ممکن ہے کہ سرکاری آمدنی اور اخراجات بدلتے حالات کے مطابق اختیار کی جائے۔

☆ اسی طرح قیمتوں میں نمایاں اضافہ یا کمی ہر طبقہ زندگی کے لیے مشکلات کا باعث بنتی ہے۔ قیمتوں میں اضافے کی صورت میں مخصوص آمدنی والا طبقہ پستہ چلا جاتا ہے اور سٹہ بازی اور جوئے میں ملوث افراد کے لیے فائدے کا باعث ہوتا ہے۔ جبکہ قیمتوں میں کمی کی صورت میں روزگار کی سطح پر نہایت منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مالیاتی پالیسی ان انداز میں ترتیب دے کہ قیمتوں کی سطح کو مستحکم سطح تک برقرار رکھا جائے۔

☆ دنیا کاروباری اعتبار سے یکسر مختلف ہو چکی ہے یعنی کبھی حد درجہ مندی اور کبھی حد درجہ تیزی آتی

رہتی ہے جو تجارتی معاملات کو بلکل غیر یقینی بنا دیتی ہے۔ جس کے باعث معیشت غیر مستحکم، ناپائیدار اور غیر متوازن ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بے روزگاری کی سطح بتدریج اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مالیاتی پالیسی ان انداز میں ترتیب دے کہ کساد بازاری کے دور میں ہنگامی کاموں کے اخراجات مؤثر طلب پیدا کر کے تجارتی چکر کو کم کیا جا سکے اور افراط زر کا مسئلہ ہو تو نئے ٹیکس عائد کر کے لوگوں کی قوت خرید گھٹا کر افراط زر کو کنٹرول کیا جا سکے۔

☆ عاملین پیدائش کے معاوضوں میں ہمیشہ تفاوت پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ممکنہ حد تک اس تفاوت کو کم کیا جائے جس کے باعث قومی دولت اور آمدنی کی مساویانہ تقسیم پر ممکن بنایا جا سکتا ہے۔ لہٰذا حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مالیاتی پالیسی ان انداز میں ترتیب دے کہ امیر طبقے پر براہ راست بھاری ٹیکس عائد کر کے اس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو لوگوں کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جائے۔

☆ مالیاتی پالیسی کو قابل نفاذ بنانے کے لیئے ضروری ہے کہ اشیائے تعیشات پر ہر صورت پابندی لگائی جائے اور تمام آمدنی لوگوں کی ضرورت پر خرچ کی جائے اور جن کے پاس اشیائے تعیشات ہیں اُن پر بھاری ٹیکس عائد کیئے جائیں۔ جاگیردار طبقہ اور سرمایہ دار طبقے کے اُوپر بلا خوف و خطر ٹیکس عائد کیا جائے۔ اور ہر وہ راستہ جو سرمایہ دار اور سرکاری ملازمین کے درمیان گٹھ جوڑ کا اُس کا سدِ باب کیا جائے اور اِن بدعنوانیوں میں ملوث افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

☆ مالیاتی پالیسی کو قابل نفاذ بنانے کے لیئے ضروری ہے کہ مقننہ میں مفاد عامہ سے متعلق ترقیاتی منصوبے پہلے ہی سے حتمی شکل اختیار کر لیں تا کہ اُن پر فی الفور عمل کیا جا سکے۔ کیونکہ اگر ان کے بل پاس کروانے میں ہی وقت صرف ہوتا رہے تو لازماً معاشی عدم استحکام پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اسکے لیئے پہلے ہی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو پورے ملک کے صحیح اعداد و شمار ذمہ داری کے ساتھ بغیر کسی تعصبیت کے پیش کرے۔

☆ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ مالیاتی پالیسی ان انداز میں ترتیب دے کہ اندرونی اور بیرونی وسائل سے حاصل ہونے والی ملکی اور غیر ملکی قرضے اور امداد وغیرہ کو جس مدات کے لئے حاصل کیا گیا ہو اُن کو اُسی مد میں خرچ کیا جائے نہ کہ سامان تعیشات اور وزراء کے دوروں کیلئے، نہ ہی اُنکی

فیملی کے Protocol اور اُنکے گھومنے پھرنے کے لیئے ،اسی طرح جس ملک مین غربت کا گراف بہت نیچے ہو اُن ممالک میں کثرت کے ساتھ دفاعی اُمور کے لیئے اسلحہ وغیرہ خریدنا صحیح نہیں کیونکہ جہاں لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہو وہاں کوئی چیز کارگر ثانت نہیں ہوتی۔

نظامِ ٹیکس کے اصلاح طلب پہلو

☆ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ٹیکس کا نظام اس انداز میں وضع کرے کہ ٹیکس دینے والا ٹیکس دینے کو اپنی ذمہ داری سمجھے اور اور اس کو بوجھ بھی نہ لے۔ٹیکس دہندہ کو معلوم ہو کہ اُسے کتنا فیصد ادا کرنا ہے اور اس کا ٹیکس کس مد میں لگے گا۔اور حکومت جس مقصد کے لیئے وہ ٹیکس لیتی ہے اس بات کو باور کروائے کہ اُن کا ٹیکس ترقیاتی کاموں میں صرف ہوگا۔اور اُسکی سالانہ رپورٹ میڈیا،اخبار یا کسی بھی حکومتی ذرائع کے ذریعے ہر فرد کو بتایا جائے۔ٹیکسوں کا نظام ایسا نہ ہو جس سے سرد بازاری یا بے روزگاری پھیلے۔

☆ ٹیکس کا نظام اس انداز میں وضع کیا جائے کہ اگر لوگوں کی آمدنیوں میں اضافہ ہو تو ٹیکس میں اضافہ کیا جا سکے اور اگر آمدنیوں میں کمی ہو جائے تو اس نظام میں اتنی لچک ہو کہ شرح ٹیکس میں کمی کی جا سکے اور اوسط آمدنی سے کم لوگوں کا ٹیکس بالکل معاف کیا جا سکے۔

☆ ٹیکس کا نظام اس انداز میں وضع کیا جائے کہ کسی ایک شعبے پر ٹیکسوں کا سارا بوجھ نہ ڈال دیا جائے بلکہ ہر شعبے سے وابستہ اداروں اور افراد پر مختلف قسم کے بلاواسطہ اور بلواسطہ ٹیکس نافذ کئے جائیں تا کہ ہر فرد ملک کے ترقیاتی کاموں میں شریک ہو سکے۔

☆ ٹیکس کا نظام اس انداز میں وضع کیا جائے کہ ہر شخص اپنی آمدنی کے مطابق ٹیکس ادا کرے یعنی جس شخص کی اوسط آمدنی ہو وہ کم ٹیکس ادا کرے،جس کی آمدنی کم ہو وہ ٹیکس بالکل ادا نہ کرے اور سرمایہ دار اور جاگیردار افراد پر بھاری ٹیکس عائد کئے جائیں اور ان سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ملک کے ضرورت مند افراد پر صرف کیا جائے۔

☆ ٹیکس کا نظام اس انداز میں وضع کیا جائے کہ براہ راست ٹیکس کی شرح میں اضافہ کیا جائے ملک میں گرانی کی صورت میں شرح ٹیکس بڑھا دی جائے اور کساد بازاری کے حالات میں شرح گرا دی جائے۔جاگیردار طبقہ اور سرمایہ دار طبقے کے اُوپر بلا خوف وخطر ٹیکس عائد کیا جائے۔اور ہر وہ راستہ جو سرمایہ دار اور سرکاری ملازمین کے درمیان گٹھ جوڑ کا اُس کا سدِ باب کیا جائے اور ان

بدعنوانیوں میں ملوث افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ اسی طرح زمینداروں کی زرعی آمدنیاں جن ممالک میں بڑھتی جارہی ہیں ان لوگوں پر بھاری ٹیکس عائد کئے جائیں۔

☆ دنیا بھر میں صنعتی شعبے نے نمایاں حد تک ترقی کرلی ہے لہذا ان اداروں میں ٹیکس میں تخفیف کی پالیسی کو ترک کر کے بھاری ٹیکس عائد کیا جائے اور جن کے پاس اشیائے تعیشات ہیں اُن پر بھاری ٹیکس عائد کیئے جائیں۔ جو لوگ زکوٰۃ باقاعدگی سے ادا کرتے ہیں ان کو ایک خاص حد تک ٹیکس کی چھوٹ دی جائے اور حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظام زکوٰۃ اور عشر کو بہتر سے بہتر بنائے تاکہ قومی آمدنی میں اضافہ کیا جاسکے۔

☆ ہر وہ راستہ جو سرمایہ دار اور سرکاری ملازمین کے درمیان گٹھ جوڑ کا اُس کا سدِ باب کیا جائے اور اِن بدعنوانیوں میں ملوث افراد کو عبرت ناک سزا دی جائے۔ لہذا اسکے لیئے پہلے ہی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو پورے ملک کے صحیح اعداد و شمار ذمہ داری کے ساتھ بغیر کسی تعصبیت کے پیش کرے۔ اور لوگوں کے اثاثوں اور ذرائع آمدنی کے بارے میں صحیح معلومات حاصل کر کے ان پر ٹیکس عائد کیا جائے اور ٹیکس کی وصولی کو ہر صورت ممکن بنایا جائے۔ بددیانت اور رشوت خور افسران کا محاسبہ کیا جائے اور ٹیکس چوری کرنے والوں اور ان کو اس چوری پر رعایت دینے والوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

سرکاری اخراجات کے اصلاح طلب پہلو

☆ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ سرکاری اخراجات کو نہایت احتیاط اور کفایت کے ساتھ ان کے صحیح مصارف میں خرچ کرے۔ سرکاری اخراجات صرف ریاست کے شہریوں کے فلاح و بہبود پر مشترکہ مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے خرچ کئے جائیں۔ ایسا ہرگز نہ ہو کہ معاشرے کے ایک ہی طبقے پر خصوصی توجہ دی جائے اور وہ ہی طبقہ حکومتی حلقوں میں بھی نظر آئے اور ملک کے مالیاتی اداروں پر بھی قابض ہو۔ لہذا ہر طبقے کے ساتھ مساویانہ رویہ رکھا جائے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مختتم روپے کا افادہ تمام سمتوں پر مساوی ہو۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ کفایت شعاری کو بنیاد بنائے یعنی جب تک خرچ کا اچھی طرح جائزہ نہ لے لیا جائے اس وقت تک اس مد میں ہرگز خرچ نہ کیا جائے اور فقط لوگوں کی فلاح و بہبود اور ترقیاتی کاموں پر خرچ کیا جائے۔

☆ سرکاری اخراجات کو صحیح سمت میں خرچ کرنے کے لیئے ضروری ہے کہ مقننہ سے اخراجات کا

بل منظور کروایا جائے منظوری کے بغیر ایک روپیہ کسی مد میں خرچ نہ کیا جائے۔اس لیئے مفاد عامہ سے متعلق ترقیاتی منصوبے پہلے ہی سے حتمی شکل اختیار کر لیں تا کہ اُن پر فی الفور عمل کیا جا سکے۔

☆ خراجات کی پالیسی اس انداز میں مرتب کی جائے کہ اس کو حالات کے مطابق مقننہ کی منظوری کے ساتھ اس میں ردو بدل کیا جا سکے یعنی سرد بازاری کے دوران حکومتی اخراجات میں اضافہ کیا جائے تا کہ سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہو، پیداوار اور روزگار کی سطح بلند ہو اور اشیاء کی مؤثر طلب میں اضافہ ہو۔ جب کہ اس کے برعکس گرم بازاری کے دور میں سرکاری اخراجات میں کمی کر دی جائے جس کے باعث افراطِ زر کے مسئلے کو کنٹرول کیا جا سکے تا کہ پیداوار اور روزگار کی سطح متوازن رہے۔افراطِ زر کے حالات میں حکومت کو چاہیے کہ فاضل بجٹ رکھے اور اپنے اخراجات پر کنٹرول کرے۔

☆ سرکاری اخراجات کو اُسی مد میں خرچ کیا جائے جس کے لیئے بل مقننہ سے منظور ہوا ہے۔نہ کہ سامانِ تعیشات اور وزراء کے دوروں کے لیئے ،نہ ہی اُنکی فیملی کے Protocol اور اُنکے گھومنے پھرنے کے لیئے ،اسی طرح جس ملک میں غربت کا گراف بہت نیچے ہو اُن ممالک میں کثرت کے ساتھ دفاعی اُمور کے لیئے اسلحہ وغیرہ خریدنا صحیح نہیں کیونکہ جہاں لوگوں کی بنیادی ضروریات پوری نہ ہو وہاں کوئی چیز کارگر ثابت نہیں ہوتی۔

☆ سرکاری اخراجات کو نقل وحمل کی سہولتیں مہیا کرنے ،سڑکیں، ذرائع آبپاشی اور بجلی کے نظام جیسے اُمور پر خرچ کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح زراعت اور صنعت ،کان کنی وغیرہ کی حوصلہ افزائی کے لیئے خرچ کیئے جا سکتے ہیں اسی طرح بیمار صنعتوں یا ان صنعتوں پر جن میں لوگ سرمایہ کاری کرنے کے لیئے تیار نہیں مگر وہ صنعتیں ملکی مفاد میں ضروری ہوں تو ایسی صنعتوں پر حکومت خود سرمایہ کاری کرتی ہے۔اسی طرح روزگار کی فراہمی کے لیئے سرکاری اخراجات کیئے جا سکتے ہیں اور ہنگامی حالات یا قحط کے حالات میں سرکاری اخراجات کو استعمال کرایا جا سکتا ہے۔

عدالتی نظام اور اُس کے اصلاح طلب پہلو

☆ عدلیہ کا سب سے اہم فریضہ ریاست کے افراد کو قانون اور انصاف کے مطابق تحفظ فراہم کرنا ہے لہٰذا اس ذمہ داری کو غیر جانبداری کے ساتھ پورا کرنے کے لیے بلاخوف وخطر ہونا ضروری ہے۔اس لیے عدلیہ کا مقننہ اور عاملہ کے اختیار سے آزاد ہونا ضروری ہے کیونکہ اگر عدلیہ عاملہ اور

مقننہ کے تابع ہوگی، یعنی ججوں کو تقرر، ترقی یا برطرفی کے اختیارات اگر مقننہ یا عاملہ کے پاس ہونگیں تو لازمی جج حضرات تمام فیصلے اپنے ذاتی فائدے کے باعث حکومتی خوشنودی حاصل کرنے کے حق میں کریں گے۔اس لئے عدلیہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ عاملہ کے حکام اور سرکاری ملازمین کے قانون شکنی کے مقدمات کا فیصلہ خواہ قانون شکنی کی صورت میں ہو، خواہ افراد کے حقوق کے سلب کرنے کی صورت میں ہو آزادانہ بغیر کسی دباؤ کے کر سکے۔

☆ عدلیہ کے لیئے ضروری ہے کہ وہ عدالتی نظرِ ثانی کا اختیار رکھتی ہوتا کہ ریاستی ادارے مقننہ اور عاملہ اپنے حدود سے تجاوز نہ کوسکیں اور عدلیہ کو چاہیئے کہ عاملہ کو اپنے حکم کا پابند بنائے تا کہ عاملہ کے ہر فعل پر نظرِ ثانی کی جا سکے اور اس پر عدلیہ جو فیصلہ دے عاملہ پر لازم ہے کہ اس کی پابندی کرے۔ اسی طرح ایسے قوانین جو آئین کی کسی شق سے متصادم ہوں، انہیں غیر آئینی اور کالعدم قرار دیا جا سکے عدلیہ کے اس اختیار کو عدالتی نظرِ ثانی کا اختیار کہا جاتا ہے۔

☆ بسا اوقات ایسا مقدمہ پیش آجاتا ہے جس پر باقاعدہ کوئی قانون منطبق نہیں ہوتا۔ایسی صورت میں عدالت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ قانون کی وضاحت اور تشریح کرے تا کہ عدل وانصاف کی فراہمی کو ہر صورت ممکن بنایا جا سکے۔

☆ جس طرح عدلیہ کی اہم ذمہ داری انصاف کی فراہمی کو سستا اور آسان بنانا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ججوں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے جس کے لئے ضروری ہے کہ اُنکی تنخواہیں، پینشن وغیرہ اتنی معقول ہوں کہ اِتنا قیمتی ادارہ بدعنوانیوں کا شکار ہوکر بِک نہ سکے۔اِسی طرح کارکردگی کا تعلق عہدے کی میعاد سے بھی ہے اگر میعاد طویل ہوگی تو ایسی صورت میں پوری توجہ اور دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیے جا سکیں گے۔اِن جج صاحبان کی برطرفی اُسی صورت میں ہو جبکہ کوئی سنگین قسم کی بدعنوانی کا مرتکب پایا گیا ہو۔

☆ انصاف کی فراہمی کو سستا اور آسان بنانے کے لئے ضروری ہے کہ جج قانون پر اِتنا حاوی ہو کہ وہ کسی شخص کو قانون کی غلط تشریح یا تاویل ہرگز نہ کرنے دے۔جج میں اِتنی قابلیت اور جرأت ہو کہ وہ بیانات اور شہادتیں سُن کر صحیح فیصلہ دے سکے۔جذبات یا کوئی حکومتی دباؤ اُس پر اثرانداز ہرگز نہ ہو۔نہ ہی وہ ذات پات، فرقہ وارانہ، مذہبی اثرات سے متاثر ہو، بالکل غیر جانبدار ہوکر فیصلہ کرے۔نہ کسی سے ڈرے نہ مرعوب ہو کیونکہ اگر جج صاحبان خوف زدہ ہونے لگ جائیں تو

انساف کی فراہمی ناممکن بن جاتی ہے۔

☆ انصاف دروازے تک پہنچانے کے لئے ضروری ہے کہ عدالتوں کی تعداد علاقائی سطح پر زیادہ سے زیادہ کی جائیں تاکہ کسی مقدمے کا فیصلہ Pending میں ہرگز نہ رہے۔ زیادہ سے زیادہ مقدمات کو علاقائی سطح پر تقسیم کیا جائے۔ Case Study اس انداز میں مرتب کی جائے کہ ایک ہی بار میں کسی حد تک فیصلہ ہو جائے تاریخیں زیادہ نہ دی جائیں جس سے فیصلے کی بنیادیں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ گواہان کو ہر طرح کا مکمل تحفظ فراہم کیا جائے۔ اور شہادتوں کے لئے اور بھی بہت سے سائنسی طریقے اختیار کیے جائیں۔

کتب برائے استفادہ

نمبر شمار	کتب فہرست
۱	Encyclopaedia of Social 14./328 Newyork
۲	Laski/Grammer of Politics,/ii,Introduction
۳	Wealth of Nations/183
۴	W.garner, Political Science and government /49, World Press Ltd/Calcutta 1955
۵	حجة الله البالغة ١/٤٤ مطبع مصر
٦	ثمرات الاوراق على حاشية المستطرف جلد ٢ ص ١٨
۷	طبقات كبرىٰ للشعرانى جلد اول ص ١٦ و منتخب كنز العمال جلد ٤ ص ٤٠٤ و تاريخ الخفاء ص ٦٩ و تهذيب الاسماء للنووى ج ٢ ص ٦
۸	البدايه والنهايه جلد ٩ ص ٢٠٢ و طبقات ابن سعد جلد ٥ ص ٢٩٥ سيرت عمر بن عبد العزيز ص ١٤٤ تهذيب الاسماء جلد ٢ ص ٢٢
۹	السياسته الشرعيه ص ٣
۱۰	كتاب الاموال ص ٢٣٦ ۔